موقع محل کا لحاظ نہیں ہوتا۔ وہ اپنی دوسری ضرورتیں بھی ایسے ہی پوری کر لیتے ہیں۔

دوسری طرف انسان ہر کام دیکھ بھال کر کرتا ہے۔ کھانے پینے، رفع حاجت اور زندگی کے دوسرے معمولات ایک قاعدے و ضابطے کے مطابق انجام دیتا ہے۔ ایسا اس لیے ہے کہ اسے عقل اور سمجھ جیسی دولت عطا کی گئی ہے۔ پھر بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ انسان اپنی خواہش پوری کرنے میں جائز و ناجائز کا فرق بھلا دیتا ہے۔ دوسروں کا مال ہتھیانے اور ان کی عزت پر حملہ کرنے میں اس کو شرم محسوس نہیں ہوتی۔ ماہرین حیاتیات کا کہنا ہے کہ جانوروں کی زندگی بھی ان خاص اصولوں اور رجحانات کے تابع ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت میں راسخ کر دیے ہیں۔ لیکن انسان کو یہ آزادی ملی ہوئی ہے کہ وہ اپنے مقام و مرتبے پر قائم رہے یا اس سے گر کر حیوانی سطح پر آجائے۔ جب تک انسان ہوش و حواس میں ہوتا ہے، اسے خبر ہوتی ہے کہ وہ انسانی شرف کا پاس کر رہا ہے یا اپنے مقام سے گر چکا ہے۔ لہذا عقل اور سمجھ ہی ایسی چیز ہے جو انسانوں اور جانوروں میں تفریق کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”ہم نے جنوں اور انسانوں میں سے بہتوں کو دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے۔ ان کے دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں، ان کے آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں، ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں۔ یہ چوپایوں کے مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گم راہ ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو بالکل بے خبر ہیں۔“ (الاعراف ۱۷۹)

ہم پر لازم ہے کہ قدرت کے اس قیمتی عطیے ”سوچ بوجھ“ کو کام میں لائیں۔ اگر کوئی بات خود سمجھ میں نہیں آتی تو ان لوگوں سے پوچھ لیں جو ہمیں زیادہ سمجھ دار اور عقل مند دکھائی دیتے ہیں۔

محمد وسیم اختر مفتی

انوکھی طرز کے انسان

ہم سب دنیا میں اچھی زندگی گزارنے کے لیے بہترین اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہیں، عمدہ نوکری اور اچھا بزنس تلاش کرتے ہیں۔ دنیوی آسائشیں پانے میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے اور ہر وہ کام کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں جس میں ذرا فائدہ نظر آتا ہو۔ ہر اس کام سے دور بھی رہتے ہیں جس میں فائدہ نہ ہوتا ہو۔ اس کے برعکس ہمارے ہی اندر دوسری طرح کے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو ایسے کام کر گزرتے ہیں جن میں انھیں کوئی فوری نفع نہیں ملتا۔ یہ کام وہ کوئی خاص مقصد (Goal) پیش نظر

رکھ کر کرتے ہیں جو عموماً مادی نہیں ہوتا۔ اس طرح کے لوگ قلیل ہونے کے باوجود ہر قوم اور ہر مذہب میں ہوتے ہیں۔ یہ انوکھی طرز کے انسان دھن کے پکے اور لگن کے سچے ہوتے ہیں۔ انھیں خساروں سے محبت ہوتی ہے اور وہ جان جوکھوں میں ڈالنے کا شوق رکھتے ہیں۔

انسانوں کے طرز عمل میں اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ فائدہ وقتی ہوتا ہے اور دیر پا بھی پہلی طرح کے لوگ محض فوری فائدے کی جستجو کرتے ہیں جب کہ دوسرا طرز رکھنے والوں کی نگاہ ہمیشہ دیر پا نفع پر ہوتی ہے۔ وقتی اور پائیدار کی یہ تقسیم دنیاوی کاموں میں بھی پائی جاتی ہے۔ جبکہ دنیا کے وقتی نفع کے مقابلے میں آخرت کی کامیابی کا دیر پا ہونا تو عیاں ہے۔ ہم مسلمانوں کو لازماً آخرت کے اچھے انجام کو دنیاوی فائدوں پر ترجیح دینی چاہیے، لیکن دنیا میں چند روزہ زندگی گزارنے کے لیے دنیا کے کاموں میں لگن ہونا بھی ضروری ہے۔ لہذا ہمیں کچھ کام اس طح کے بھی کرنے چاہئیں جن میں فوری فائدہ نہ ملتا ہو، بلکہ اعلیٰ اور دوسرے مقاصد ہمارے پیش نظر ہوں۔

تعلیم پاتے وقت دنیا میں کام آنے والے فنون کے ساتھ وہ علوم بھی سیکھے جائیں جو انسان کی آخرت سنوارنے میں مدد دیں۔ مال کما کر اپنی آسائشوں پر خرچ کرنے کے ساتھ ان جگہوں پر بھی صرف کیا جائے جہاں ذاتی مفاد کے بجائے نوع انساں کا مجموعی فائدہ ہوتا ہو۔ اپنے بچوں کے ارمان پورے کرتے ہوئے ان بچوں کے سر پر ہاتھ بھی رکھا جائے جو سہولتوں سے محروم ہیں۔ اپنا گھر بناتے بے آسرا لوگوں کی چھت کا دھیان بھی رکھا جائے۔ ایک بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ غیر مسلم محض دنیا میں نام کمانے کے لیے ایسے کام کرتے ہیں اور مسلمان جنت میں اپنا گھر بنانے کی خاطر یہ نیکیاں کرتے ہیں۔ سورہ دہر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”یہ لوگ دنیا کی زندگی سے محبت رکھتے ہیں اور ایک سختی والے دن (روزِ قیامت) کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔“

_____ محمد وسیم اختر مفتی